S_2006_10_469_474)

سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP. 10 ایس سی آر

سنجے ورما

بنام

مانک رائے اور دیگران

8 دسمبر 2006

(ڈاکٹر ارجیت پسیات اور ایس۔ ایچ۔ کپاڈیا، جسٹسز)

جائیداد کی منتقلی کا قانون، 1882 - دفعہ 52 - عمومی اصول: مقدمہ چلانے والے فریق کو قانونی چارہ جوئی کے دوران حاصل کیے گئے مالکانہ حق کا نوٹس لینے سے استثنیٰ حاصل ہے - مقدمہ زیر التوا ہونے کا اصول عوامی پالیسی کا ہے، جہاں نیک نیتی یا صداقت پیدا نہیں ہوتی ہے - منتقل کرنے والا فریق اسی حد تک حکم کا پابند ہوتا ہے جتنا وہ مقدمے میں فریق تھا - مقدمے کا محض التوا کسی فریق کو مقدمے کی جائیداد سے نمٹنے سے نہیں روکتا۔ صرف عدالت کی اجازت سے الگ کی گئی جائیداد ہی مقدمے میں منظور کردہ حکم نامے کے تحت دوسرے فریق کے حقوق کو متاثر کر سکتی ہے - لہذا، ہائی کورٹ کے اس حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے کہ عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل کرنے والوں کو پارٹی میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

درخواست گزار نے 1991 میں مقدمہ کی جائیداد کے حوالے سے مخصوص کارکردگی کے لئے مقدمہ دائر کیا۔ مقدمہ زیر التوا ہونے کے دوران سال 1993 میں مقدمہ کی جائیداد مدعا علیہان کے حق میں منتقل کر دی گئی۔ مدعا علیہان نے آرڈر 1، رول 10 (2) سی پی سی کے تحت 2005 میں مقدمہ لڑنے کے لئے درخواست دائر کی تھی۔ ٹرائل کورٹ نے کہا کہ دونوں منتقل کرنے والوں نے مقدمہ دائر کرنے کے بعد

عدالت کی اجازت حاصل کیے بغیر جائیداد خریدی تھی اور اس طرح یہ منتقل غیر قانونی ہے اور منتقل آف پراپرٹی ایکٹ 1882 کی دفعہ 52 کے تحت متاثر ہے۔ ہائی کورٹ نے ان کی رٹ پٹیشن کو منظور کرتے ہوئے کہا کہ مدعاعلیہان کے دکاندار مقدمے میں فریق نہیں ہیں اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے مدعا علیہ کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اور اس لئے انہیں مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کرنے کی ضرورت ہے۔ لہٰذا موجودہ اپیل۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت

فیصلہ: 1.1. جائیداد منتقلی کا قانون 1882 کے دفعہ 52 میں بیان کردہ اصول برابری اور انصاف کے اچھے ضمیر کے مطابق ہیں کیونکہ وہ ایک منصفانہ اور منصفانہ بنیاد پر قائم ہیں کہ اگر علیحدگی کو غالب کرنے کی اجازت دی جائے تو کسی کارروائی یا مقدمے کو کامیابی سے ختم کرنا ناممکن ہوگا۔ منتقل کرنے والا پینڈینٹ لائٹ اس حکم نامے کا انتاہی پابند ہوتا ہے جتنا وہ مقدمے میں فریق تھا ئی پی ایکٹ کی دفعہ 52 میں شامل لیس پینڈنز کا اصول عوامی پالیسی کا اصول ہے، نیک نیتی یا صداقت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دفعہ 52 کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قانونی چارہ جوئی کے دوران حاصل کردہ عنوان کا نوٹس لینے سے کسی فریق کو استثنٰی حاصل ہے۔ صرف ایک مقدمہ زیر التوا ہونے سے کسی فریق کو اس جائیداد سے نمٹنے سے نہیں روکا جاسکتا جو مقدمے کا موضوع ہے۔ دفعہ میں صرف یہ شرط رکھی گئی ہے کہ علیحدگی کسی بھی طرح سے کسی بھی حکم نامے کے تحت دوسرے فریق کے حقوق کو متاثر نہیں کرے گی جب تک کہ عدالت کی اجازت سے جائیداد کو الگ تھلگ نہ کیا جائے۔ لہٰذا ہائی کورٹ کا یہ نظریہ کہ مدعاعلیہان کے دکاندار مقدمے میں فریق نہیں تھے اور ان کے مفادات کے تحفظ کے لیے مدعاعلیہ کی کوئی نمائندگی نہیں تھی اور اس لیے انہیں مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کرنے کی ضرورت ہے، واضح طور پر ناقابل دفاع ہے اور اسے خارج کر دیا جاتا ہے۔ (474-سی-ایف)

2.1. یہ ایک شرعی قانون ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مقدمے میں فریق نہیں ہے تو یہ حکم اس پر اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوتا جب تک کہ فیصلہ تحریری طور پر نہ ہو۔

بی بی زبیدہ خاتون بمقابلہ نبی حسن صاحب اور ایک اور (2004) 1 ایس سی سی 191 ممتاز۔

سروندر سنگھ بمقابلہ دلیپ سنگھ اور دیگر (1996) 5 ایس سی سی 539۔ اور دھورندھر پرساد سنگھ بمقابلہ جے پرکاش یونیورسٹی اور دیگر (2001) 6 ایس سی سی ای 534، جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 5664 آف 2006۔

جھارکھنڈ ہائی کورٹ کے 2006.4.19 کے آخری فیصلے اور حکم سے رانچی میں ڈبلیو پی (سی) نمبر 943/2006۔

درخواست گزار کی طرف سے ایس بی اپادھیائے، شیومنگائی شرما، آر آر دوبے، سنتوش مشرا، پون اپادھیائے اور شرمیلا اپادھیائے شامل ہیں۔

جواب دہندگان کی طرف سے رتیش سنگھ، یونس ملک اور پرشانت چودھری شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ کس نے سنایا

جسٹس ڈاکٹر ارجیت پاسایت، اجازت دے دی گئی۔

اس اپیل میں چیلنج جھارکھنڈ عدالت عالیہ کے ایک فاضل سنگل جج کی طرف سے جاری کردہ حکم کو چیلنج کیا گیا ہے جس میں کوڈ آف سول پروسیجر، 1908 (مختصر میں 'سی پی سی') کے آرڈر 1 رول 10 کے تحت مدعا علیہان کی طرف سے دائر درخواست کو منظور کیا گیا تھا۔ درخواست دہندگان مقدمہ کے زیر التوا ہونے کے دوران متنازعہ جائیداد کے منتقل کرنے والے ہیں۔

پس منظر کے حقائق مختصر طور پر درج ذیل ہیں:

درخواست گزار نے مدعا علیہ نمبر 3 راجیشوری دیوی کے خلاف کنٹریکٹ کی مخصوص کارکردگی کے لئے مقدمہ دائر کیا۔ اس مقدمے کو 1991 کے ٹائٹل سوٹ نمبر 88 کے طور پر شمار کیا گیا ہے۔ مقدمے میں درخواست یہ تھی کہ مدعا علیہ کے خلاف 1986.12.25 اور 1990.12.27 کے معاہدوں کی مخصوص کارکردگی پر حکم جاری کیا جائے جس میں مدعا علیہ نمبر 1 کو رجسٹرڈ فروخت کے دستاویزات پر عمل درآمد کی ہدایت کی جائے۔ مزید اعلامیے میں کہا گیا کہ مدعا علیہ نمبر 1 کو مدعا علیہان 2، 3، 4 اور 5 کے حق میں چار فروخت دستاویزات پر عمل درآمد کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ مدعا علیہان کو مدعی کے پر امن قبضے میں کسی بھی طرح کی مداخلت سے روکنے کے لئے مستقل حکم امتناع بھی طلب کیا گیا تھا۔

مقدمے کے زیر التوا ہونے کے دوران درخواست گزار کی جانب سے عارضی حکم امتناع کے لیے آرڈر XXXIX رولز 1 اور 2 کے ساتھ دفعہ 151 سی پی سی کے مطابق ایک درخواست دائر کی گئی تھی۔ فاضل ماتحت جج-1، دھن باد نے اپیل کنندہ کے حق میں عارضی حکم امتناع جاری کیا۔ حکم امتناع جاری ہونے کے بعد مدعا علیہ (مدعا علیہ نمبر 4) شریمتی ونیا دیوی نے 1993.3.16 کو سیل ڈیڈ کے ذریعے مقدمہ کی زمین کا ایک حصہ مہر کمار چکرورتی کے حق میں منتقل کر دیا۔ مدعا علیہ سنجے پرساد نے 1993.7.13 کو رجسٹرڈ سیل ڈیڈ کے ذریعہ شیام کمار دتہ کے حق میں مقدمہ کی زمین کا ایک حصہ منتقل کیا۔ 1997.12.3 کو شیام کمار دتہ نے مقدمہ کی زمین کا ایک حصہ مدعا علیہ نمبر 1 مانک رائے اور مہر کمار چکرورتی کے حق میں 1997.12.3 کو رجسٹرڈ سیل ڈیڈ کے ذریعے منتقل کر دیا۔ مدعا علیہان نے 2005.8.20 کو آرڈر 1، رول 10(2) سی پی سی کی شرائط کے تحت درخواست دائر کی تھی تا کہ مقدمہ لڑنے اور تحریری بیان داخل کرنے کی اجازت دی جا سکے۔ فاضل ماتحت جج نے کہا کہ شریمتی اہلیا جھا اور مانک رائے دونوں نے 1991 کے بعد عدالت کی اجازت حاصل کیے بغیر مقدمہ کی جائیداد خریدی تھی اور اس طرح یہ منتقلی قابل قبول ہے اور یہ منتقل آف پراپرٹی ایکٹ 1882 (مختصر میں 'ٹی پی ایکٹ') کی دفعہ 52 سے واضح طور پر متاثر ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ مانک رائے نے 1997.12.3 کو جائیداد خریدی تھی۔ اہلیا جھا درخواست دہندہ نے ۲۰.۱۲.۹ کو سوٹ پراپرٹی کا حصہ خریدا تھا۔ لہٰذا ٹرائل کورٹ نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

مدعا علیہان مانک رائے اور اہلیہ جھا نے 2006.1.16 کے حکم سے ناراض ہو کر عدالت عالیہ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس میں یہ کہتے ہوئے رٹ پٹیشن کی منظوری دی گئی کہ مدعا علیہان کے دکاندار

مقدمے میں فریق نہیں ہیں اوران کے مفادات کی نمائندگی کرنے اوران کی حفاظت کرنے والا کوئی نہیں ہے لہذاانہیں انصاف کے حصول کے لئے مقدمے میں فریق کے طور پر شامل کرنے کی ضرورت ہے۔

عدالت عالیہ نے یہ بھی نوٹ کیا کہ ٹرائل کورٹ نے اس حقیقت کے اثرات پرغور نہیں کیا کہ مدعا علیہان کے دکاندار مقدمے میں فریق نہیں ہیں اور مقدمے میں رٹ درخواست گزاروں اوران کے دکانداروں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔

اپیل کی حمایت میں درخواست گزار کے وکیل نے کہا کہ ٹی پی ایکٹ کی دفعہ 52 کے اثرات کو مکمل طور پر نظرانداز کردیا گیاہے۔

دوسری جانب مدعاعلیہان کے وکیل نے کہا کہ مدعی سنجے کوئی اورنہیں بلکہ مرحوم ایم ایم شرما کا بیٹا ہے، جوایک وکیل تھا جو مدعاعلیہ راجیشوری دیوی کی طرف سے مخصوص کارکردگی کے لئے پیش ہوا تھا،جس کا فیصلہ 1986.12.23 کو مذکورہ راجیشوری دیوی کے حق میں دیا گیا تھا۔اس کے کچھ دن بعد مرحوم جناب کے درمیان پیشہ ورانہ تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ درخواست گزاراور شریمتی راجیشوری دیوی کے والد ایم ایم شرمانے ان معاہدوں پرعمل درآمد کیا۔لین دین کا سلسلہ جاری ہے اور نہ توراجیشوری دیوی اور نہ ہی مدعا علیہان کے دکانداروں نے اس تنازعہ میں کوئی دلچسپی ظاہر کی ہے۔ایسا ہونے کی وجہ سے جواب دہندگان کے مفادات متاثر ہونے کاامکان ہے۔لہذا عدالت عالیہ نے اس معاملے میں صحیح مداخلت کی ہے۔ بی بی زبیدہ خاتون بمقابلہ نبی حسن صاحب اوردوسرا (2004) 1 ایس سی سی 191 کے پیراگراف 9 پر بہت زیادہ انحصار کیا گیاہے۔

ٹی پی ایکٹ کی دفعہ 52 درج ذیل ہے:

'کسی بھی عدالت میں زیر التوا رہنے کے دوران،جس کے پاس ہندوستان کی حدود کے اندرکسی ایسے مقدمے یا کارروائی کا اختیار ہو،جس میں غیر منقولہ جائیداد کا کوئی حق براہ راست اور خاص طور پر زیر بحث ہو، جائیداد کو مقدمہ یا کارروائی کے کسی بھی فریق کے ذریعہ منتقل یا دوسری صورت میں نہیں لیا جاسکتا ہے تاکہ کسی

بھی حکم یا حکم کے تحت اس کے کسی دوسرے فریق کے حقوق کو متاثر کیا جا سکے۔ سوائے اس کے کہ عدالت کے اختیار کے تحت اور ایسی شرائط پر جو وہ نافذ کر سکتی ہے۔

بی بی زبیدہ خاتون کے کیس (سپرا) میں، جس پر مدعا علیہان کے وکیل نے بھروسہ کیا تھا، درحقیقت مدعا علیہان کے موقف کے منافی ہے۔ اگرچہ پیراگراف 9 کا غیر معمولی مطالعہ جواب دہندگان کے موقف کی حمایت کرتا ہے، لیکن یہ نوٹ کیا جانا چاہئے کہ حقیقت کا موقف بالکل مختلف تھا۔ دراصل اس معاملے میں مقدمہ میں کراس سوٹ دائر کیا گیا ہے۔ عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل کرنے والے مدعا علیہان اس مقدمے میں انصاف حاصل نہیں کر سکتے جو طویل عرصے سے زیر التوا اس کیس میں زیر التوا تھا۔ درحقیقت فیصلے کے پیرا 10 میں عدالت نے کہا ہے کہ ایسا کوئی قاعدہ نہیں ہے کہ عدالت کی اجازت کے بغیر منتقل کرنے والے کو تمام معاملوں میں زیر التوا مقدمہ لڑنا چاہئے۔ سروندر سنگھ بمقابلہ دلیپ سنگھ اور دیگر (1996) 5 ایس سی سی 539 میں، پیرا 6 میں اس کا مشاہدہ اس طرح کیا گیا ہے:

6۔ جائیداد منتقلی کا قانون کی دفعہ 52 میں کہا گیا ہے کہ:

انہوں نے کہا! ہندوستان کی حدود کے اندر اختیار رکھنے والی کسی بھی عدالت میں زیر التوا رہنے کے دوران.. کسی ایسے مقدمے یا کارروائی کے بارے میں جس میں غیر منقولہ جائیداد کا حق براہ راست اور خاص طور پر زیر بحث ہو، جائیداد کو مقدمہ یا کارروائی میں کسی بھی فریق کی طرف سے منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے یا اس سے نمٹا نہیں جا سکتا ہے تاکہ اس میں دیئے جانے والے حکم نامے یا حکم کے تحت اس کے کسی دوسرے فریق کے حقوق متاثر ہوں، سوائے اس کے کہ عدالت کے اختیار کے تحت اور ایسی شرائط پر جو وہ نافذ کر سکتی ہے۔

لہٰذا یہ واضح ہو جائے گا کہ مقدمے میں مدعا علیہان کو دفعہ 52 کے تحت جائیداد سے نمٹنے سے منع کیا گیا تھا اور وہ عدالت کے حکم یا اختیار کے علاوہ درخواست گزار کے حقوق کو متاثر کرنے والے کسی بھی طرح سے اس کی منتقلی یا اس سے نمٹنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ ظاہر ہے کہ ان جائیدادوں کو الگ کرنے کے لیے عدالت کا اختیار یا حکم حاصل نہیں کیا گیا تھا۔ لہٰذا، واضح طور پر دفعہ 52 کے نفاذ سے علیحدگی کو لیس پینڈنز کے نظریے سے دھچکا لگے گا۔ ان حالات میں، جواب دہندگان کو مقدمے میں ضروری یا مناسب فریق نہیں سمجھا جا

سکتا ہے۔

دھورندھر پرساد سنگھ بمقابلہ جے پرکاش یونیورسٹی اور دیگر (2001) 6ایس سی سی 534 میں یہ درج ذیل ہے:

"کوڈ کے قاعدہ 10 آرڈر 22 کے تحت، جب کسی مقدمے کے زیر التوا ہونے کے دوران سود کی منتقلی ہوئی ہو، تو عدالت کی اجازت سے مقدمہ ان افراد کے ذریعہ یا ان کے خلاف جاری رکھا جاسکتا ہے جن پر یہ مفاد منتقل ہوا ہے اور اس سے وہ شخص مجاز ہوسکتا ہے جس کے پاس یہ مفاد ہے۔

مقدمہ جاری رکھنے کے لئے عدالت میں چھٹی کے لئے درخواست دینے کے لئے سود کی تقسیم یا تخلیق یا سود کی منتقلی کے ذریعہ مقدمہ کے موضوع میں دلچسپی حاصل کی۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان پر ایسا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی فریق چھٹی نہیں مانگتا ہے، تو وہ واضح خطرہ مول لیتا ہے کہ مدعی کی طرف سے مقدمہ ریکارڈ پر مناسب طریقے سے نہیں چلایا جاسکتا ہے، اور پھر بھی، جیسا کہ موتی لائی بمقابلہ کرابلدین (آئی ایل آر (1898) 25 کیل 179 میں عدالتی کمیٹی کے ان کے لارڈشپس نے نشاندہی کی ہے، وہ قانونی چارہ جوئی کے نتائج کا پابند ہوگا اگرچہ سماعت میں اس کی نمائندگی نہیں کی جاتی ہے جب تک کہ یہ ظاہر نہ کیا جائے کہ مقدمہ چلایا گیا تھا۔ اصل پارٹی کی طرف سے مناسب طریقے سے کام نہیں کیا گیا یا اس نے مخالف کے ساتھ ملی بھگت کی۔ یہ بھی واضح ہے کہ اگر وہ شخص جس نے منتقلی کے ذریعے مفاد حاصل کیا ہے، مقدمہ چلانے کے لئے اجازت حاصل کرتا ہے، تو اس کے ہاتھ میں مقدمہ کوئی نیا مقدمہ نہیں ہے، کیونکہ، جیسا کہ عدالتی کمیٹی کے لارڈ کنگس ڈاؤن نے پرناتھ رائے چودھری بمقابلہ روکیا بیگم، (185760) 7 ایم آئی اے 323 میں کہا ہے، کارروائی کا سبب صرف عنوان کی منتقلی سے طول نہیں ملتا ہے۔ یہ ان کے کہنے پر چلایا جانے والا پرانا مقدمہ ہے اور جب وہ کارروائی جاری رکھنے کے لئے چھٹی حاصل کرتے ہیں تو وہ اسٹیج تک تمام کارروائی کے پابند ہوتے ہیں۔

ٹی پی ایکٹ کی دفعہ 52 میں بیان کردہ اصول مساوات، اچھے ضمیر یا انصاف کے مطابق ہیں کیونکہ وہ ایک منصفانہ اور منصفانہ بنیاد پر قائم ہیں کہ اگر علیحدگی کی اجازت دی جائے تو کسی کارروائی یا مقدمے کو کامیابی

جتنا وہ اس حکم نامے کا اتنا ہی پابند ہے منتقل کرنے والا ڈی پینڈینٹ لائٹ کے ساتھ ختم کرنا ناممکن ہوگا۔ مقدمے میں فریق تھا۔ فہرست کے پینڈنز کا اصول دفعہ 52 میں شامل ہے۔ ٹی پی ایکٹ عوامی پالیسی کا اصول ہونے کی وجہ سے نیک نیتی یا صداقت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دفعہ 52 کا بنیادی اصول یہ ہے کہ قانونی چارہ جوئی کے دوران حاصل کردہ عنوان کا نوٹس لینے سے کسی فریق کو استثنیٰ حاصل ہے۔ صرف ایک مقدمہ زیر التوا ہونے سے کسی فریق کو اس جائیداد سے نمٹنے سے نہیں روکا جاسکتا جو مقدمے کا موضوع ہے۔ اس دفعہ میں صرف یہ شرط رکھی گئی ہے کہ علیحدگی کسی بھی طرح سے کسی بھی حکم نامے کے تحت دوسرے فریق کے حقوق کو متاثر نہیں کرے گی جو مقدمہ میں منظور کیا جاسکتا ہے جب تک کہ عدالت کی اجازت سے جائیداد کو الگ تھلگ نہ کیا جائے۔

موقف سے بالاتر، عدالت عالیہ کا نقطہ نظر واضح طور پر ناقابل دفاع ہے اور اسے خارج کر دیا گیا ہے۔

جواب دہندگان کے وکیل نے کہا کہ چونکہ وہ مقدمے میں فریق نہیں ہیں، لہذا ان کے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے۔ یہ ایک سخت قانون ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مقدمے میں فریق نہیں ہے، تو حکم اس پر اس وقت تک اثر انداز نہیں ہوتا جب تک کہ جج کا فیصلہ ذاتی طور پر نہ ہو۔

اپیل کی منظوری دی جانی چاہیے جس کی ہم ہدایت کرتے ہیں، لیکن اخراجات کے بارے میں کسی حکم کے بغیر۔

این جے۔

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2025.06.05 11:43
I am the author of this document